بسم اللہ الرحمن الرحیم

والد بوڑھے ہوں تو انہیں استنجا کروانے کا حکم

دارالافتاء اہلسنت (دعوت اسلامی)

سوال

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ اگر کسی کا والد بوڑھا، ضعیف ہو، اور اس کی والدہ وفات پا چکی ہو، تو اب والد کے پاخانہ کی جگہ کی صفائی، بیٹا وغیرہ کر سکتا ہے یا نہیں؟

جواب

صورت مسئولہ میں اگر والد اتنے ضعیف ہو گئے ہیں کہ مرض وغیرہ کے باعث استنجا وغیرہ نہیں کر سکتے، اور ان کی زوجہ کا بھی انتقال ہو گیا ہے، تو ایسی صورت میں ان کے لئے استنجا کرنا ضروری نہیں، بلکہ معاف ہے، اور بیوی کے علاوہ کسی دوسرے پر اس کو استنجا کروانا واجب نہیں، بلکہ استنجا کروانے کے لئے اس کے ستر کی جگہ کو بلا حائل چھونا و دیکھنا بھی دیگر کے لئے جائز نہیں۔

البتہ! کوئی ایسی صورت (جس میں اس کے ستر کو دیکھنا، اور بلا حائل چھونا نہ پایا جائے) اختیار کرنی چاہیے کہ اس کی مکمل صفائی ہو جائے (مثلاً ہاتھوں پر دستانے پہن کر یا کوئی موٹا کپڑا لپیٹ کر، ستر کو دیکھے بغیر دھویا جائے وغیرہ) کیونکہ مسلسل نجاست لگتے رہنے سے خارش وغیرہ موذی امراض لگنے کا خدشہ ہوتا ہے۔ اور کپڑے وغیرہ بدلنے میں اس کے ستر (ناف سے گھٹنوں سمیت بدن کے حصے) کو دیکھے اور بلا حائل چھوئے بغیر یہ کام کرنا ہوگا یعنی اسی طرح کے دستانے پہن لے یا ہاتھ پر کپڑا لپیٹ لے اور اوپر کوئی چادر وغیرہ سے پردہ کر کے یہ کام کرے، **اور حتی الامکان بھائی، بیٹا یا کوئی مرد یہ کام کرے۔**

درمختار میں ہے "ولو شلتا سقط أصلا كمريض ومريضة لم يجدا من يحل جماعه" ترجمہ: اگر کسی کے ہاتھ شَل ہو گئے تو اس سے استنجا اصلا ساقط ہو جائے گا جیسا کہ مریض مرد و عورت سے ساقط ہو جاتا ہے جب کہ پاس وہ نہ ہو جس سے ان کے لئے صحبت جائز ہے۔

اس کے تحت ردالمحتار میں ہے "(قوله: سقط أصلا) أي: بالماء والحجر (قوله: كمريض إلخ) في التتارخانية: الرجل المريض إذا لم تكن له امرأة ولا أمة وله ابن أو أخ وهو لا يقدر على الوضوء قال يوضئه ابنه أو أخوه غير الاستنجاء؛ فإنه لا يمس فرجه و يسقط عنه والمرأة المريضة إذا لم يكن لها زوج وهي لا تقدر على الوضوء ولها بنت أو أخت توضئها ويسقط عنها الاستنجاء" ترجمہ: پانی اور پتھر دونوں سے ہی استنجا کرنا ساقط ہو جائے گا جیسا کہ مریض سے ساقط ہو جاتا ہے، تاتارخانیہ میں ہے مریض شخص جو وضو کرنے پر قدرت نہ رکھتا ہو اور اس کی بیوی اور لونڈی نہ ہو، بیٹا یا بھائی ہو تو اس کا بیٹا یا بھائی اس کو وضو کروائیں گے، استنجا نہیں کروا سکتے کیونکہ وہ اس کی شرمگاہ کو نہیں چھو سکتے، استنجا اس سے ساقط ہو جائے گا اور مریض عورت جو وضو کرنے پر قدرت نہ

رکھتی ہو اور اس کا شوہر نہ ہو، بیٹی یا بہن ہو تو وہ اس کو وضو کروائیں گی، استنجا اس سے ساقط ہو جائے گا۔ (ردالمحتار مع الدر المختار، ج 1، ص 607، مطبوعہ: کوئٹہ)

طحطاوی علی الدر میں ہے "قوله (سقط اصلا) اى بالماء والحجر، قال الحلبى: والظاهر ان سقوطه مقيد بما اذا لم يجد من يحل جماعه انتهى، اقول قدم الشارح ان احد الزوجين لا يجب عليه تعاهد الآخر بخلاف المملوك اللّٰهم الا ان يحمل كلامه عليه، اما احد الزوجين فلا يمنع السقوط الا ان يتبرع ومثل ذالك يقال فى المريض والمريضة" ترجمہ: پانی اور پتھر دونوں سے ہی استنجا کرنا ساقط ہو جائے گا، حلبی نے فرمایا یہ ساقط ہونا ظاہر ہے کہ اس قید کے ساتھ مقید ہے، جبکہ اس کے پاس وہ نہ ہو جس سے جماع حلال ہے، انتھی۔ میں کہتا ہوں شارح نے پیچھے بیان کیا کہ زوجین میں سے کسی پر دوسرے کی دیکھ بھال واجب نہیں، مملوک غلام و لونڈی میں اس کے برعکس حکم ہے، مگر یہ کہ ان کے کلام کو اس پر محمول کیا جائے کہ زوجین میں سے کسی کا ہونا سقوط استنجا سے مانع نہیں مگر یہ کہ وہ تبرعا کرے، اسی کی مثل مریض اور مریضہ کے بارے میں کہا جائے گا۔ (طحطاوی علی الدر، ج 1، ص 165، مطبوعہ: کوئٹہ)

ضرورت کے وقت صفائی کرنے کے لئے ہاتھ پر کپڑا لپیٹنے کا اس لیے کہا گیا تاکہ حتی الامکان ستر عورت کو چھونے سے بچا جائے کیونکہ اس معاملے کے لئے ستر عورت کی طرف نظر کرنے کی طرح بلا حائل چھونا بھی دیگر کے لئے جائز نہیں، جیسا کہ انہیں شرائط کے ساتھ میت کے ستر عورت کی جگہ کو دھونے اور استنجا کروانے کا کہا جاتا ہے۔ چنانچہ بدائع الصنائع میں ہے "وتستر عورته بخرقة؛ لأن حرمة النظر إلى العورة باقية بعد الموت قال النبي صلى الله عليه وسلم: «لا تنظروا إلى فخذ حي ولا ميت»۔۔۔ثم الخرقة ينبغي أن تكون ساترة ما بين السرة إلى الركبة؛ لأن كل ذلك عورة وبه أمر في الأصل حيث قال: وتطرح على عورته خرقة هكذا ذكر عن ابى عبد الله البلخي نصافي نوادره، ثم تغسل عورته تحت الخرقة بعد أن يلف على يده خرقة كذا ذكر البلخي؛ لأن حرمة مس عورة الغير فوق حرمة النظر، فتحريم النظر يدل على تحريم المس بطريق الأولى" ترجمہ: میت کے ستر عورت کی جگہ کو کپڑے سے ڈھانپ لیا جائے کیونکہ موت کے بعد بھی ستر کی طرف نظر کرنے کی حرمت باقی ہے۔ نبی کریم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا: زندہ اور مردہ کی ران کی طرف نظر مت کرو۔ پھر کپڑا ایسا ہونا چاہیے جو ناف سے گھٹنوں کے درمیان کی جگہ کو ڈھانپ لے کیونکہ یہ مکمل اس کی چھپانے کی جگہ ہے، اصل میں یہی حکم دیا کہ وہاں فرمایا، اس کی عورت کی جگہ پر کپڑا ڈال لیا جائے، اسی طرح امام ابو عبد اللہ بلخی نے نوادر میں صراحتا نقل کیا پھر ہاتھ پر کوئی کپڑا لپیٹنے کے بعد کپڑے کے نیچے سے ستر کی جگہ کو دھویا جائے جیسا کہ بلخی نے ذکر کیا، کیونکہ غیر کے ستر عورت کو چھونے کی حرمت اس کی طرف نظر کرنے سے زیادہ ہے تو نظر کی حرمت سے چھونے کی حرمت پر دلالت بدرجہ اولی ہوگی۔ (بدائع الصنائع، ج 1، ص 25، مطبوعہ: کوئٹہ)

فتاوی ہندیہ میں ہے "وصورة استنجائه أن يلف الغاسل على يديه خرقة ويغسل السوأة؛ لأن مس العورة حرام كالنظر إليها، كذا في الجوهرة النيرة" ترجمہ: میت کو استنجا کروانے کی صورت یہ ہے کہ نہلانے والا ہاتھ پر کپڑا لپیٹ کر استنجا کرائے کیونکہ دوسرے

کے لئے اس کی ستر عورت کی جگہ کو چھونا حرام ہے جیسا کہ اس کی طرف نظر کرنا حرام ہے، ایسا ہی جوہرۃ النیرۃ میں ہے۔ (فتاوی ہندیہ، ج 1، ص 158، مطبوعہ: کوئٹہ)

بہار شریعت میں میت کو غسل دینے کا طریقہ بیان کرتے ہوئے فرمایا: "پھر نہلانے والا ہاتھ پر کپڑا لپیٹ کر پہلے استنجا کرائے۔" (بہار شریعت، ج 01، حصہ 04، ص 811، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

اسی طرح جب کوئی شخص اپنے زیرِ ناف بال خود صاف نہ کر سکتا ہو تو ضرورتاً انہیں دو شرائط (ستر کو دیکھے اور بلا حائل چھوئے بغیر) کے ساتھ دوسرے سے صاف کروانے کی اجازت دی گئی ہے، ظاہر ہے کہ بالوں کی بنسبت نجاست کی صفائی کی حاجت زیادہ ہے اور اسے یوں ہی چھوڑے رکھنے میں ضرر بھی زیادہ ہے کہ اس سے گھر کے دیگر افراد کو بھی ضرر لاحق ہوگا لہٰذا اس میں بدرجہ اولی اجازت ہوگی۔

فتاوی تاتارخانیہ، فتاوی عالمگیری، محیط برھانی، بحر الرائق اور البنایۃ شرح الہدایۃ اور رد المحتار میں ہے (واللفظ للاول): "وذكر الفقيه أبو الليث رحمه الله في «فتاواه» في باب الطهارات؛ قال محمد بن مقاتل الرازي: لا بأس بأن يتولى صاحب الحمام عورة إنسان بيده عند التنوير إذا كان يغض بصره كما أنه لا بأس به إذا كان يداوي جرحاً أو قرحاً، قال الفقيه: وهذا في حالة الضرورة لا في غيرها وينبغي لكل احد ان يتولى عانته بيده اذا تنور" ترجمہ: اور فقیہ ابو اللیث علیہ الرحمۃ نے اپنے فتاوی میں باب الطہارات میں ذکر فرمایا ہے کہ محمد بن مقاتل رازی نے کہا: اس میں کوئی حرج نہیں کہ حمام والا کسی شخص کی شرمگاہ پر بال صفا پاوڈر اپنے ہاتھ سے لگائے جبکہ اپنی آنکھوں کو بند کرلے جیسا کہ جب کسی زخم یا پھوڑے کا علاج کرنا ہو تو اس صورت میں شرمگاہ کو چھونا جائز ہو جاتا ہے، فقیہ ابو اللیث علیہ الرحمۃ نے فرمایا: اور یہ ضرورت کی حالت میں ہے بغیر ضرورت کے اجازت نہیں اور ہر ایک کو چاہیے کہ وہ اپنی زیرِ ناف پر اپنے ہاتھ سے بال صفا پاوڈر لگائے۔ (فتاوی تاتارخانیہ، کتاب الکراھیۃ، الفصل: ما یحل لرجل النظر الیہ، ج 18، ص 99، مطبوعہ: کوئٹہ)

وَاللہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہ اَعْلَم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

مجیب: مولانا محمد فرحان افضل عطاری مدنی

فتوی نمبر: WAT-5528

تاریخ اجراء: 04 جمادی الاولیٰ 1448ھ/16 اکتوبر 2026ء

Dar-ul-IftaAhlesunnat (Dawat-e-Islami)
www.fatwaqa.com
daruliftaahlesunnat
DaruliftaAhlesunnat
Dar-ul-ifta AhleSunnat
feedback@daruliftaahlesunnat.net